بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

Office Of The Sadr Majlis Ansarullah Bharat

دفتر صدر مجلس انصار اللہ بھارت

Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516 Dt.Gurdaspur (PUNJAB)

Ph: +91-01872-220186, Fax : +91-01872-224186, Mob. +91-9815494687, E-Mail : ansarullahbharat@gmail.com

اگر ہم میں تقویٰ اور خوف الٰہی ہوا گر ہم تقویٰ اور خوف الٰہی اپنے اندر پیدا کریں تو پھر ہی ہماری کامیابیاں ہیں اور پھر جب یہ صورت ہو گی تو فرشتے ہماری راہ ہموار کرتے چلے جائیں گے

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیان فرمودہ 26-فروری 2016ء بمقام بیت الفتوح لندن

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

دنیا میں بہت سی باتیں بہت سے لوگ لغو اور بلاوجہ کرتے ہیں۔ بعض لوگ مذاق میں کسی کو کوئی لغوبات کہہ دیتے ہیں جس سے جھگڑے اور مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ ایسی باتیں مجلسوں میں کی جاتی ہیں جو بے فائدہ ہوتی ہیں۔ بات برائے بات صرف کی جاتی ہے۔ اور بعض دفعہ ایسی طنزیہ باتیں بھی ہو جاتی ہیں جس سے دوسرے کو تکلیف بھی پہنچتی ہے۔ یا ایسی بے فائدہ باتیں ہوتی ہیں جو کسی کو بھی فائدہ نہیں پہنچا رہی ہوتیں، صرف وقت کا ضیاع ہوتا ہے۔ لغو کے لغوی معنی فضول اور بے فائدہ گفتگو کے ہیں یا بغیر سوچے سمجھے بولنے کے ہیں۔ ناکارہ اور بیوقوفوں والی باتیں کرنے کے ہیں۔ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے مؤمنوں کو ایسی باتوں سے روکا ہے جو لغو ہیں۔

مؤمن کی یہ علامت بتائی گئی ہے کہ جب وہ کوئی لغو دیکھتا ہے تو اسکے پاس سے گزر جاتا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں عورت عموماً لغویات کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ حضور پُر نور نے فرمایا: گو کہ آجکل مردوں کا بھی یہ حال ہے۔ مثلاً بلاوجہ دوسری سے پوچھتی رہتی ہیں کہ یہ کپڑا کتنے کا لیا ہے؟ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں یہ بھی لغویات ہی ہیں۔ یہ زیور کہاں سے بنوایا ہے؟ یہ باتیں ایسی ہیں جو صرف دُنیاداری کی باتیں ہیں جن میں کوئی فائدہ نہیں اور بعض دفعہ ساتھ بیٹھی ہوئی عورتوں پے اس کے برے اثرات بھی ہو رہے ہوتے ہیں۔ جب تک اسکی ساری ہسٹری معلوم نہ کرلے عورت کو چین نہیں آتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سنایا کرتے تھے کہ ایک عورت نے انگوٹھی بنوائی لیکن کسی نے اس کی طرف توجہ نہ کی۔ اس نے تنگ آکر اپنے گھر کو آگ لگا دی۔ لوگوں نے پوچھا کچھ بچا بھی ہے۔ اس نے کہا سوائے اس انگوٹھی کے کچھ نہیں بچا۔ ایک عورت نے پوچھا کہ بہن تم نے یہ انگوٹھی کب بنوائی تھی یہ تو بہت خوبصورت ہے تو وہ کہنے لگی اگر یہی بات تم مجھ سے پہلے پوچھ لیتی تو میرا گھر کیوں جلتا یہ عادت مردوں میں بھی ہے بلاوجہ کے سوال جواب کرلیتے ہیں۔ السلام علیکم کے بعد پوچھنے لگ جاتے ہیں کہ کہاں سے آئے ہو کہاں جاؤ گے۔ آمدنی کیا ہے بھلا دوسرے کو اس معاملے میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے۔ مغربی قوموں میں یہ کبھی نہیں ہوتا کہ وہ ایک دوسرے سے پوچھیں کہ تو کہاں ملازم ہے تعلیم کتنی ہے تنخواہ کیا ملتی ہے وہ کریدنے کا خیال نہیں کرتے۔

پس لغو صرف ایسی چیز نہیں جو دوسرے کو نقصان پہنچانے والی ہو بلکہ ہر بے فائدہ بات لغوبات ہے۔ پس مؤمن کے لئے یہ شرط ہے کہ اس کی گفتگو ہمیشہ بامقصد ہو اور ہر قسم کی لغویات سے پرہیز ہو۔ پس ایک مؤمن کو اپنے رویوں سے اپنے سلوک سے دوسروں کے کام آنے سے دوسروں پر احسان کرنے سے اپنی قدر پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ صرف محدود قدر نہ ہو اس کی کہ اس کے قریبی ہی

نہ صرف اس پہ رونے والے ہوں بلکہ جہاں وہ رہتا ہے جس معاشرے میں رہتا ہے وہاں اس کی قدر قائم ہو۔

اللہ تعالیٰ سے تعلق ہی حقیقت میں مسائل کا حل نکالتا ہے اور یہ تعلق تقویٰ سے بڑھتا ہے اور پھر یہ یعنی ہم احمدی جن[1] کا یہ دعویٰ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مان کر ہم نے صحیح اسلامی تعلیم کے مطابق زندگی گزارنی ہے ہمیں تو اس زندگی گزارنے کے لئے ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی طرف ہی دیکھنا ہے اسی سے تعلق قائم کرنا ہے۔ ہماری کامیابی کبھی دنیاوی باتوں سے نہیں ہو سکتی۔ پس اگر ہم میں تقویٰ اور خوف الٰہی ہوا گر ہم تقویٰ اور خوف الٰہی اپنے اندر پیدا کریں تو پھر ہی ہماری کامیابیاں ہیں اور پھر جب یہ صورت ہو گی تو فرشتے ہماری راہ ہموار کرتے چلے جائیں گے۔ انشاء اللہ۔ پس ہم میں سے ہر ایک کو یہ سوچنے کی ضرورت ہے کہ تقویٰ پیدا کرنے کی کوشش ہم نے کرنی ہے اور خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا ہے۔

حضور پُر نور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک پیر کی حکایت بیان فرمائی جس میں پیر نے بادشاہ وقت کے سامنے عدم علم اور جہالت کی بنا پر ایک ایسی بات بیان کر دی جو حقیقت سے کوسوں دور تھی۔ اس حکایت کے بیان کرنے کے بعد حضور پُر نور نے نصیحت کرتے ہوئے ہمیں فرمایا کہ: ہر ایک مبلغ کو چاہئے کہ وہ جغرافیہ، تاریخ، حساب، طب، آداب گفتگو۔ آداب مجلس وغیرہ علوم کی اتنی اتنی واقفیت ضرور رکھتا ہو جتنی شرفاء کی مجلس میں شامل ہونے کے لئے ضروری ہے اور یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے تھوڑی سی محنت سے یہ بات حاصل ہو سکتی ہے۔ اس کے لئے ہر علم کی ابتدائی کتابیں پڑھ لینی چاہئیں۔ آجکل ہمارے مربیان سے موجودہ حالات کے متعلق سوال کئے جاتے ہیں لیکن چونکہ بعض مربیان اخبار وغیرہ باقاعدہ نہیں پڑھتے علم نہیں ہوتا یا خبریں نہیں سنتے علم نہیں ہوتا یا کسی معاملے کی گہرائی میں نہیں گئے ہوتے اس لئے بعض دفعہ جو دنیا دار لوگ ہیں وہ پھر برا اثر بھی لے لیتے ہیں۔ اس لئے حالات حاضرہ سے واقفیت اور جس مجلس میں جائیں اس کی واقفیت ضروری حاصل کر کے جانا چاہئے۔

حضور پُر نور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک حکایت بیان فرمائی کہ ایک شخص کے دو بیٹے تھے۔ چھوٹا اپنا سارا مال لیکر گھر سے چلا گیا۔ عیش وعشرت میں جب سارا مال ختم ہو گیا اور وہ پریشان حال گھر لوٹا تو باپ نے اسے معاف کر دیا اور اسکی عزت بھی کی۔ اس حکایت کے بیان کرنے کے بعد حضور پُر نور نے ہمیں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: پس جو شخص کسی غلطی کا ارتکاب کرتا ہے جب وہ غلطی کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور جاتا ہے اسکے آگے جھکتا ہے اور اپنے قصور کا اعتراف کرتا ہے اور اعتراف کرتے ہوئے ندامت کا اظہار کرتا ہے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اسکی توبہ قبول کرتا ہے اور پہلے سے زیادہ اس پر رحم کرتا ہے۔ پس ایک مؤمن کو بھی اللہ تعالیٰ کی صفات کو اپناتے ہوئے اپنے بھائیوں سے حسن سلوک کرنا چاہئے اگر وہ سچے دل سے معافی مانگنے آتے ہیں قصوروں کا اعتراف کرتے ہیں تو ان سے صَرف نظر کرنی چاہئے اس کے ساتھ ہی ان کے لئے دعا بھی کرنی چاہئے۔

انسان کا کردار ہر حالت میں مضبوط ہونا چاہئے یہ نہیں کہ کبھی ادھر ہو گئے اور کبھی ادھر ہو گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ ایک راجہ نے ایک دفعہ بینگن کھائے تو اسے بہت ہی مزہ آیا۔ اس کا ایک مصاحب تھا اس نے بھی بینگن کی تعریف شروع کر دی۔ جتنی تعریفیں ہو سکتی تھیں ساری کی ساری گن گن کے بیان کر دیں۔ یہ باتیں سن کر راجہ کو شوق پیدا ہوا اور اس نے کچھ دن بینگن ہی کھانا شروع کر دیئے چونکہ بینگن گرم ہوتے ہیں اس لئے انہوں نے حدت پیدا کی اور راجہ بیمار ہو گیا راجہ نے ایک دن کہا بینگن بہت بری چیز ہے۔ اس پر اسی مصاحب نے اس کی برائیاں شروع کر دیں۔ کسی نے کہا کہ یہ کیا ہے کل تم تعریفیں کر رہے تھے آج اس کی برائیاں کر رہے ہو۔ کم از کم سچ تو بولا کرو تو کہنے لگا کہ میں راجہ کا نوکر ہوں بینگن کا نہیں۔ آجکل ہم مسلمان دنیا میں

عموماً یہی کچھ دیکھتے ہیں اور ان کو دیکھ کر ہمیں پھر سبق سیکھنا چاہئے۔ کیریکٹر کے لحاظ سے کردار کے لحاظ سے سب سے زیادہ مضبوط کردار تو مسلمان کا ہونا چاہئے لیکن بدقسمتی سے سب سے زیادہ کردار کے لحاظ سے گرے ہوئے یہی لوگ ہیں سچائی پر قائم[1] ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا سچائی پر قائم ہونے کا تقاضا تو یہ ہے کہ صحیح اور غلط کو سامنے رکھ کر پھر اپنی رائے قائم کی جائے اور صحیح مشورہ دیا جائے۔

حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے تعلق ہی حقیقت میں مسائل کا حل نکالتا ہے اور یہ تعلق تقویٰ سے بڑھتا ہے اور ہم احمدی جن کا یہ دعویٰ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کو مان کر ہم نے صحیح اسلامی تعلیم کے مطابق زندگی گزارنی ہے ہمیں تو اس زندگی گزارنے کیلئے ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی طرف ہی دیکھنا ہے اسی سے تعلق قائم کرنا ہے۔ ہماری کامیابی کبھی دنیاوی باتوں سے نہیں ہو سکتی۔ پس اگر ہم میں تقویٰ اور خوف الٰہی ہوا گر ہم تقویٰ اور خوف الٰہی اپنے اندر پیدا کریں تو پھر ہی ہماری کامیابیاں ہیں اور پھر جب یہ صورت ہو گی تو فرشتے ہماری راہ ہموار کرتے چلے جائیں گے۔ انشاءاللہ

پس ہم میں سے ہر ایک کو یہ سوچنے کی ضرورت ہے کہ تقویٰ پیدا کرنے کی کوشش ہم نے کرنی ہے اور خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا ہے۔ جب ایک دنیادار کا دنیا دار سے تعلق اسے فائدہ پہنچا سکتا ہے تو خدا تعالیٰ کا تعلق تو اس سے ہزاروں لاکھوں گنا بڑھ کر نفع پہنچانے والا ہے۔ پس بندے کو اللہ تعالیٰ سے دوستی کرنی چاہئے اس سے محبت کرنی چاہئے۔ ترقی کی یہی راہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو خدا کے ہاتھ میں دے دے اور جس طرف وہ لے جانا چاہے اس طرف چلتا جائے۔

ایک سچے مؤمن کی مثال کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سچے مؤمن کی مثال سچے دوست سے دیتے تھے۔ آپ سنایا کرتے تھے کہ کوئی امیر آدمی تھا اس کے لڑکے کے کچھ اوباش آوارہ گرد لڑکے دوست تھے باپ نے اسے سمجھایا کہ یہ لوگ تیرے سچے دوست نہیں ہیں محض لالچ کی وجہ سے تمہارے پاس آتے ہیں ورنہ ان میں سے کوئی بھی تمہارا وفادار نہیں ہے مگر لڑکے نے اپنے باپ کو جواب دیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو کوئی سچا دوست شاید میسر نہیں آیا اسلئے آپ سب لوگوں کے متعلق یہی خیال رکھتے ہیں۔ میرے دوست ایسے نہیں ہیں۔ وہ بہت وفادار ہیں اور میرے لئے جان قربان کرنے کو تیار ہیں۔ باپ نے پھر سمجھایا کہ سچے دوست کا ملنا بہت مشکل ہے۔ ساری عمر میں مجھے ایک ہی سچا دوست ملا ہے لیکن وہ لڑکا اپنی ضد پر قائم رہا۔ کچھ عرصہ کے بعد اس نے گھر سے خرچ کے لئے کچھ رقم مانگی تو باپ نے جواب دیا کہ میں تمہارا خرچ برداشت نہیں کر سکتا تم اپنے دوستوں سے مانگو میرے پاس اس وقت کچھ نہیں ہے۔ دراصل اسکا باپ اس کیلئے موقع پیدا کرنا چاہتا تھا کہ وہ اپنے دوستوں کا امتحان لے۔ جب باپ نے گھر سے جواب دے دیا اور تمام دوستوں کو معلوم ہو گیا تو انہوں نے اس کے پاس آنا جانا بند کر دیا اور میل ملاقات چھوڑ دی آخر تنگ آ کر خود ہی ان کو ملنے کے لئے گیا۔ جس دوست کے دروازے پر دستک دیتا وہ اندر سے ہی کہلا بھیجتا کہ وہ گھر میں نہیں ہے بیمار ہے نہیں مل سکتا۔ سارا دن اس نے چکر لگایا مگر کوئی دوست ملنے کے لئے باہر نہ آیا۔ آخر شام کو گھر واپس لوٹا۔ باپ نے پوچھا بتاؤ دوستوں نے کیا مدد کی۔ کہنے لگا سارے ہی حرام خور ہیں کسی نے کوئی بہانہ بنا لیا ہے اور کسی نے کوئی۔ باپ نے کہا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ یہ لوگ وفادار نہیں ہیں۔ اچھا ہوا تمہیں بھی تجربہ ہو گیا۔ اب آؤ میں تمہیں اپنے دوست سے ملاؤں۔ یہ باپ بیٹا اس کے مکان پر پہنچے اور دروازے پر دستک دی۔ اندر سے آواز آئی کہ میں آتا ہوں کافی دیر ہو گئی دروازہ کھولنے کے لئے کوئی نہ آیا۔ لڑکے کے دل میں مختلف خیالات پیدا ہونے شروع ہوئے۔ اس نے باپ سے کہا ابا جی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا دوست بھی میرے دوستوں جیسا ہی ہے۔ باپ نے کہا دیکھو کچھ دیر انتظار کرو۔ آخر کچھ وقت گزر گیا اس نے دروازہ

کھولا تو باہر آیا تو گلے میں تلوار لٹکائی ہوئی تھی ایک ہاتھ میں ایک تھیلی اٹھائی ہوئی تھی دوسرے ہاتھ سے بیوی کا بازو پکڑا ہوا تھا۔ دروازہ کھولتے ہی اس نے کہا کہ معاف فرمائیے آپ کو بہت تکلیف ہوئی۔ میں جلدی نہ آ سکا۔ میرے جلدی نہ آنے کی وجہ یہ ہوئی کہ آپ نے جب دروازے پر دستک دی تو میں سمجھ گیا کہ آج کوئی خاص بات ہے کہ آپ خود آئے ہیں ورنہ آپ کسی نوکر کو بھی بھجوا سکتے تھے۔ میں نے دروازہ کھولنا چاہا تو مجھے یکدم خیال آیا کہ ہو سکتا ہے کوئی مصیبت آئی ہو یہ تین چیزیں میرے پاس تھیں ایک تلوار اور ایک تھیلی جس میں میرا ایک سال کا اندوختہ ہے اور یہ میری بیوی ہے جو خدمت کیلئے حاضر ہے کہ شاید آپ کے گھر میں کوئی تکلیف ہو اور یہ دیر جو ہوئی ہے اس لئے ہوئی کہ تھیلی زمین میں دبائی ہوئی تھی اس کو نکالنے میں دیر لگ گئی اور تلوار اس لئے ساتھ لے لی کہ اگر جان کی ضرورت ہو تو میں جان پیش کر سکوں۔ اس امیر آدمی نے کہا کہ میرے دوست مجھے اس وقت کسی مدد کی ضرورت نہیں ہے اور کوئی مصیبت اس وقت مجھے نہیں آئی بلکہ میں صرف اپنے بیٹے کو سبق سکھانے کے لئے آیا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ یہ سچی دوستی ہے۔ اور اس سے بڑھ کر سچی دوستی انسان کو اللہ تعالیٰ سے قائم کرنی چاہئے کہ وہ اپنی جان اور مال اور اپنی ہر چیز کی قربانی کے لئے تیار رہے۔ جس طرح دوست کبھی مانتے ہیں اور کبھی منواتے ہیں اسی طرح انسان کا فرض ہے کہ وہ صدق دل کے ساتھ اور شرح صدر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانیاں کرتا چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہماری کتنی باتیں مانتا ہے رات دن ہم اس کی عطا کردہ نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں اس نے جو چیزیں ہماری راحت اور آرام کے لئے بنائی ہیں ہم ان کو استعمال کرتے ہیں آخر کس حق کے ماتحت ہم اتنی چیزوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ہماری کتنی خواہشوں کو پورا کرتا ہے اور اگر کوئی ایک آدھ دفعہ اپنی خواہش کے خلاف ہو جائے تو کس طرح لوگ اللہ تعالیٰ سے بدظن ہو جاتے ہیں۔ اصل تعلق یہ ہے کہ عسر ہو اور یسر ہو دونوں حالتوں میں استوار رہے اور اس میں کوئی فرق نہ آئے۔

پس وہ لوگ جو نمازوں کے حق ادا نہیں کرتے انہیں اپنے جائزے لینے چاہئیں۔ وہ لوگ جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کو پورا نہیں کرتے انہیں اپنے جائزے لینے چاہئیں۔ وہ لوگ جو یہاں آئے تو احمدیت کی وجہ سے ہیں لیکن یہاں آ کر بھول گئے ہیں کہ احمدیت کی وجہ سے ہی انہیں یہاں کی شہریت کا حق ملا ہے اور ان کو زیادہ سے زیادہ جماعت کی خدمت کے لئے آگے آنا چاہئے۔

حضور پُر نور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے بصیرت افروز خطبہ جمعہ کے آخر پر ہمیں نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: پس آج ہم جو اللہ تعالیٰ کی محبت میں فنا شخص اور اللہ تعالیٰ کے پیغام کو دنیا میں پھیلانے کا عہد کر کے کھڑا ہونے والے شخص کو ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں آج ہم جو اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کی بیعت میں آنے کا دعویٰ کرتے ہیں اگر آج ہم یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے آنے سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہوا ہے اور آنحضرتؐ کی پیشگوئی پوری ہوئی ہے اور اسلام اپنی نشاۃ ثانیہ کے دور میں داخل ہوا ہے اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ یہ دنیا کے کونے کونے میں پہنچے گا۔ اگر ہم نے آپ سے یہ عہد بیعت اس لئے کیا ہے کہ ہم آپ علیہ السلام کے کام میں آپ کے مددگار بنیں گے تو پھر ہمیں بھی اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ جو بھی ہم میں ہیں کم ہیں یا زیادہ آپ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے آگے آنا چاہئے اپنی محبت کے اظہار کرنے چاہئیں خدا تعالیٰ سے بھی اس کے رسول سے بھی اور اس کے مسیح سے بھی۔ اپنی حالتوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کرنی چاہئیں اپنی وفاؤں کے معیار اونچے کرنے چاہئیں۔ اسی طرح ہر قربانی کے لئے تیار رہنا چاہئے جس طرح وہ غریب دوست اپنے امیر دوست کے لئے تیار ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

......☆......☆......